آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے گھربار اور اپنے آبائی وطن چھوڑے۔ اور زندگی کی آسانیوں کو نظر انداز کر کے مشکل ترین راہوں پر نکل پڑے اور اکثر صحابہؓ کی وفات بھی اپنے وطن سے دور ہوئی۔ ان حضرات کی محنت اور جدوجہد کی وجہ سے دین اسلام دنیا بھر میں پھیلا اور حق کی روشنی چہار دانگ عالم میں بکھر گئی...... حضرت تمیم انصاریؓ جنات کی بستی سے رہا ہو کر پاکستان کے علاقہ میں منتقل ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا مزار مدراس سے ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر مقام کولم میں ہے۔ مدراس کے دورانِ قیام اپنے میزبان جناب علاؤالدین ذکی اور رفیق سفر جناب خالد مظہر کے ہمراہ اس مزار پر جانے اور فاتحہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ جنہوں نے تن آسانیوں کو فراموش کر کے دین حق کی خاطر مشکلات برداشت کیں اور اپنے سے دور دراز علاقوں میں ان کی قبریں بنیں۔ آمین

"روحانی تقویم" کے قارئین کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے حضرت تمیم انصاریؓ کی آپ بیتی نقل کی جا رہی ہے۔ یہ آپ بیتی جتنی حق ہے۔ اتنی ہی دلچسپ اور حیرت ناک بھی۔ انشاء اللہ اسے پڑھ کر "روحانی تقویم" کے قارئین محظوظ بھی ہوں گے اور متحیر بھی۔ (ح۔ ہ)

روایانِ راست گفتار و مخبران صادق الاخبار روایت کرتے ہیں

ایک روز حضرت امیر المومنین عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ نہ فجر کی نماز کے بعد مسجد نبویؐ میں اصحاب رسولؐ کے ساتھ تشریف ما تھے۔ اس وقت ایک عورت سر تا پا چادر میں لپٹی ہوئی وہاں آئی اور ضرت امیر المومنینؓ کو دریافت کیا۔ حاضرین نے حضرت عمر فاروق ن الخطابؓ کی طرف اشارہ کیا کہ یہی امیر المومنینؓ ہیں۔ وہ عورت پؓ سے یوں مخاطب ہوئی۔

"یا امیر المومنینؓ میرا خاوند ساڑھے تین برس سے مفقود الخبر ہے۔ اب تک اس کی موت وحیات کا پتہ نہیں لگا...... میں بچوں کی پرورش کے متعلق سخت حیران و پریشان ہوں۔ اس لئے دوسرے مرد سے نکاح کر لینے کی خواستگار ہوں"۔

امیر المومنینؓ : تیرا خاوند کون تھا۔ اور وہ کیسے غائب ہو گیا؟

عورت : یک بیک گھر سے غائب ہو گیا۔ میں ساڑھے تین سال سے اس کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ نہ وہ ملا اور نہ اس کی کوئی خبر ہی ملی۔

امیر المومنینؓ : جب تک اور چار سال نہ گزر جائیں تجھ کو دوسرا

شوہر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ہوسکتا ہے کہ اس عرصے میں تیرا شوہر آجائے یا کہیں سے اس کے متعلق خبر مل جائے۔

عورت : (بصد آہ وزاری) اس کے بچوں کی پرورش کیسے کروں؟ میں تو بالکل مفلس ومحتاج ہوں۔ ایک ٹکا بھی پاس نہیں ہے اور چار برس کیوں کر گزاروں۔

امیر المومنینؓ : تو بچوں کی پرورش کی فکر نہ کر۔ بیت المال سے بقدر ضرورت ان کی پرورش کو مل جائے گا۔ جا ان کی تربیت کر۔ حق تعالیٰ ساری مشکلیں آسان کرنے والا ہے۔

وہ عورت خوشی خوشی گھر واپس ہوئی اور شوہر کے انتظار میں چار سال گزار دئے۔ چار سال کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت میں حاضر

ہوئی اور عرض کیا۔

"اے خلیفۂ مسلمینؓ : اب تو پورے چار سال گزر چکے ہیں۔ نہ شوہر آیا اور نہ اس کی کوئی خبر ملی۔ کیا اب بھی دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہ ملے گی؟"

امیر المومنینؓ : آج کے دن سے چار مہینے اور انتظار کرلے۔

جب یہ مدت بھی پوری ہوگئی اور اس کے شوہر تمیم انصاریؓ کا پتہ نہ ملا تو وہ حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگی۔ "اب مجھ سے صبر نہیں ہوسکتا۔" اس قت حضرت امیر المومنینؓ کے ساتھ کچھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ باآواز بلند ان سے مخاطب ہوئے! "تم میں کوئی ہے جو اس عورت کو اپنے نکاح میں لائے۔" ان میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہوکر کہا "میں اس عورت کو اپنے نکاح میں لانے کے لئے تیار ہوں۔" اسی وقت حضرت نے اس عورت کا نکاح اس مرد کے ساتھ کردیا۔ عورت نے اپنے نئے خاوند اور بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگی۔

کچھ عرصہ اسی طرح گزرا۔ ایک دن عورت کا یہ دوسرا شوہر نمازِ عصر پڑ رہا تھا۔ اس قت گھر کے اندر سے شور وغل کی آواز آنے لگی۔ اس نے سلام پھیر کر بیوی کو پکارا۔ اور دریافت کیا خیر تو ہے، کس سے جھگڑا ہو رہا ہے، گھر میں کون آگھسا ہے؟"

بیوی : دیکھو یہ کون ہے۔ جو ننگ دھڑنگ کھڑا ہوا ہے؟"

وہ جوان صالح جانماز سے اٹھ کر اس ننگ دھڑنگ کے پاس آیا اور اس سے نہایت غصے سے پوچھا "تو کون ہے؟" میرے گھر میں میری اجازت کے بغیر کیوں گھس آیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ تیری شامت تجھے یہاں لائی ہے۔ فوراً گھر سے نکل جا ورنہ تیرا انجام برا ہوگا۔"

یہ سن کر وہ ننگ دھڑنگ اس جوان صالح سے لپٹ گیا اور دونوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ وہ نیک بخت عورت یہ دیکھ کر چیخنے لگی۔ "پڑوسیو! دوڑے آؤ، کوئی میرے خاوند کو مارے ڈالتا ہے۔ شاید یہی دیو میرے پہلے خاوند کو لے گیا تھا۔ اب میرے دوسرے خاوند کا دشمن بن کر آیا ہے۔"

محلے کے لوگ یہ غل غپاڑہ سن کر بے تحاشا دوڑے آئے اور بہ مشکل دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور اس ننگ دھڑنگ کو الگ لے جاکر پوچھا۔ "سچ بتا تو کون ہے؟ کہاں کا رہنے والا ہے؟ اور تیرا نام کیا ہے؟"

ننگ دھڑنگ : میرا نام تمیم انصاریؓ ہے۔ میں اس عورت کا شوہر ہوں۔ یہ سب بچے میرے ہیں اور میں یہیں کا یعنی مدینے کا رہنے والا ہوں۔ بہت ساری مصیبتوں میں گرفتار ہوگیا تھا۔ خداوند تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوئی تو پھر یہاں آپہنچا ہوں۔"

چوں کہ اس جھگڑے میں رات ہوگئی تھی۔ لوگوں نے دونوں افراد کو سمجھایا کہ رات بھر صبر وتحمل کے ساتھ کام لو۔ صبح کو حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کی خدمت بابرکت میں پیش ہوکر واقعات بیان کرو...... وہاں سے جو حکم ملے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

غرض ساری رات تو تو میں، میں گزری۔ کسی کو نیند نہیں آئی۔ صبح کو سب حضرت امیر المومنین عمر فاروق بن الخطابؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عورت نے گزشتہ دن کا واقعہ رو رو کر بیان کیا۔

امیر المومنینؓ : (ننگ دھڑنگ سے) تیرا نام کیا ہے اور تو کہاں کا رہنے والا ہے؟

ننگ دھڑنگ : میرا نام تمیم انصاری ہے اور میں یہیں کا رہنے

والا ہوں کیا آپؓ مجھ کو بھول گئے؟ میں آپؓ کا ساتھی ہوں، یہ عورت میری زوجہ ہے اور یہ بچے میرے اپنے ہیں، میں ان کا باپ ہوں۔

عورت : امیر المومنینؓ یہ جھوٹا ہے۔ یہ انسان نہیں دیو ہے۔ میں کیوں اس کی بیوی ہونے لگی اور یہ میرا شوہر کیسے ہو سکتا ہے؟ اس نے تمام رات ہم لوگوں کو حیران کیا ہے۔ سارے محلے میں اس کی وجہ سے ایک ہنگامہ رہا ہے۔ یہ میرے شوہر کا جانی دشمن اور اس کے خون کا پیاسا ہو گیا ہے۔

ننگ دھڑنگ : آپ کو کیا ہو گیا ہے امیر المومنینؓ! مجھے پہچانتے ہی نہیں اور نہ میری سنتے ہیں۔ اسی عورت کی سنے جا رہے ہیں۔

امیر المومنینؓ : اے شخص تو یہ کہہ رہا ہے! میں تجھی کو دیکھ رہا ہوں۔ تمیم انصاریؓ بے شک میرا یار تھا۔ اس کی شبیہ میرے تصور میں ہے۔ مگر حیران ہوں کہ اس کی کوئی علامت تجھ میں نظر نہیں آتی ہے۔ بغیر تحقیق کے میں کس طرح فیصلہ کر سکتا ہوں تو وہی تمیم انصاریؓ ہے۔ کیا تو اپنی شناخت کے متعلق کوئی گواہ پیش کر سکتا ہے؟

ننگ دھڑنگ : ہاں ضرور! حضرت علیؑ کو بلائیے وہ مجھ کو یقیناً پہچان لیں گے۔ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں میرے حال سے آگاہ کیا ہے۔ یا آپ مجھ کو ان کے پاس لے چلئے۔

حضرت عمر فاروقؓ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور تمام حاضرین کے ساتھ حضرت علیؓ کے دولت کدے پر جا کر باآواز بلند السلام علیکم یا علیؓ فرمایا۔ حضرت علیؓ وعلیکم السلام کہتے ہوئے باہر تشریف لائے اور امیر المومنینؓ اور ان کے ہمراہ اتنے لوگوں کو دیکھ کر فرمایا۔ ''خیر تو ہے! صبح صبح امیر المومنینؓ جو اس مجمع کے ساتھ غریب خانہ پر تشریف لائے ہیں۔''

حضرت عمر فاروقؓ : (ننگ دھڑنگ کی طرف اشارہ کر کے) اس عجیب الخلقت مخلوق کی وجہ سے آپ کے پاس آیا ہوں۔

''حضرت علیؓ : (ننگ دھڑنگ کی طرف دیکھ کر) اے شخص کیا تو تمیم انصاریؓ نہیں ہے؟

ننگ دھڑنگ : فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ! یا علیؓ یقیناً میں تمیم انصاریؓ آپؓ کا قدیم دوست ہوں۔ ساڑھے سات برس بعد آپؓ کے سامنے کھڑا ہوں۔ دیوؤں کے پنجہ ظلم میں گرفتار ہو کر اس حال کو پہنچا ہوں کہ کوئی مجھے پہچانتا ہی نہیں۔ بلکہ انسان بھی نہیں سمجھتا۔

حضرت علیؓ : (لوگوں سے) دوستوں! بیٹھ جاؤ اور اس کی کہانی مجھ سے سنو۔ یہ شخص بہت سے عجائبات دیکھ کر آیا ہے۔ ایک دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سفر کی پیشین گوئی کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا۔ میرے بعد دنیا میں بہت سارے عجائبات ظاہر ہوں گے۔ من جملہ ان کے ایک تمیم انصاریؓ کا قصہ ہوگا۔ تمیم انصاریؓ سے۔ اب تو اپنا حال بیان کر کہ تیری پہنچ کہاں کہاں ہوئی۔ تو کن کن مصیبتوں میں مبتلا ہوا اور کیا کیا عجائبات دیکھے۔

تمیم انصاریؓ : یا علیؓ! میں نے جو کچھ بیداری میں دیکھا ہے کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔

حضرت علیؓ : سب کچھ تفصیل سے بیان کر۔

تمیم انصاریؓ۔

''ایک رات میں نے اپنی بیوی سے مباشرت کی اور فارغ ہو کر اس سے کہا کہ جلدی پانی لا۔ تا کہ غسل کر کے پاک ہو جاؤں۔ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مباشرت سے فارغ ہونے کے فوراً بعد غسل کر لیا جائے کیوں کہ یہ وقت شیطان کے غلبہ کا ہے۔ اکثر اوقات اس طرح کا ناپاک آدمی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار ہو کر تکلیف اٹھاتا ہے۔ میری بیوی نے تمسخر سے کہا۔ ارے دیوان کو اٹھا لے جا۔ یہ کہہ کر وہ پانی لانے کے لئے چلی گئی۔ میں بچھونے پر لیٹا رہا۔ اچانک ایک دیو آیا اور مجھے آسمان کی طرف لے اڑا۔ وہ مجھ کو کبھی روشنی سے اندھیرے اور کبھی اندھیرے سے روشنی میں لئے جاتا تھا۔ میں اتنی اونچائی پر پہنچ گیا کہ زمین ایک ڈھیلے کی مانند معلوم ہونے لگی۔ میں خوف کے مارے دم بخود تھا۔ کچھ بس نہ چلتا تھا۔ امید نہ تھی کہ اس کے پنجے سے چھٹکارا پا جاؤں گا۔ صدقے جاؤں کارساز حقیقی کے کہ ایک ابر کا ٹکڑا اس دیو کی گردن سے ایسا چمٹا کہ وہ بے بس ہو گیا اور آنکھیں بند کر کے سیدھے نیچے اترنے لگا اور

ایک بہت بڑے دریا میں ڈوب گیا۔ مجھ کو اس کی گرفت سے رہائی ملی اور میں زمین تک پہنچتے پہنچتے بے ہوش ہوگیا۔ جب مجھے ہوش آیا اور میری آنکھیں کھلیں تو اپنے آپ کو ایک ایسے سرسبز و شاداب باغ میں پایا جس میں میوہ جات کے سینکڑوں درخت تھے۔ ہر طرف صاف و شفاف پانی کے چشمے جاری تھے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو دماغ کو معطر کررہی تھی۔ میرے مردہ جسم میں جان پڑگئی، دل میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہوگیا۔ گویا ساری کلفت دور ہوگئی، فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھر ادھر دیکھا، کسی کو نہ پایا۔ بس جس میوے کو جی چاہا توڑ کر کھانے لگا۔ اسی حال میں ایک سمت روانہ ہوا۔ ایک مقام پر اچانک میری نظر چند عجیب مخلوقات پر پڑی جو میری جنس سے نہیں تھیں۔ میں سمجھ گیا۔ یہ سب دیو ہیں۔ ضرور مجھ کو کھا جائیں گے۔ میں نے خدا سے فریاد کی۔ خدایا تو نے مجھے ابھی ابھی ایک ظالم دیو کے پھندے سے چھڑایا ہے۔ پھر یہ دوسری بلا کیوں میرے سامنے آگئی۔ اس سے بھی مجھے بچالے۔ پس میں ان دیوؤں کے خوف سے درختوں کے ایک جھنڈ میں چھپ گیا اور دو دن تک وہیں بیٹھا رہا۔ تیسرے دن میں نے دو آدمیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ میرے قریب آئے اور مجھے سلام کرکے ایک آدمی نے پوچھا : اے شخص تو کون ہے اور یہاں کیسے آگیا؟

میں : میں آدمی ہوں، مجھے خبر نہیں کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ کالا دیو مجھ کو گھر سے اٹھالایا تھا۔

آدمی : یہ زمین کا پانچواں طبقہ ہے۔ اور دیوؤں کا ملک ہے، تیرا گھر یہاں سے پانچ ہزار کوس کی دوری پر ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ پر غشی سی طاری ہوگئی...... بالفرض اگر میں یہاں سے نکل بھی گیا۔ تو گھر نہیں پہنچ سکتا۔ گھر پہنچنے کی آس ٹوٹ گئی۔ جب ہوش ٹھکانے لگے۔ تو دونوں آدمی غائب تھے۔ پھر میں اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔

ایک رات غنودگی کے عالم میں، میں نے بے حد شور و غل کی آوازیں محسوس کیں۔ ڈر کر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بہت سے گھڑ سوار ہاتھوں میں ننگی تلوار لئے ہوئے آتے دکھائی دئے۔ یہ پریوں کا لشکر تھا۔ اس لشکر نے دیوؤں پر شب خون مارا تھا۔ دیو بھی سنبھل کر پریوں کے مقابل کھڑے ہوگئے۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ امیر المؤمنینؓ ایسی خوفناک جنگ اس سے پہلے میری آنکھوں نے نہ دیکھی اور نہ کانوں نے سنی۔ انجام کار پریوں کا لشکر فتح یاب ہوا اور دیو سب مارے گئے۔ یہ پریاں اہل ایمان تھیں۔

جب فاتح لشکر اس درخت کے پاس سے گزرا جس پر میں بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک پری ایسے گھوڑے پر سوار اڑی جارہی ہے۔ جس کی زین میں یاقوت و زمرد جڑے ہوئے ہیں اور جس کی لگام لعل والماس سے مرصع ہے۔ یہ شاہ پری تھی۔ اس نے مجھ کو درخت پر بیٹھے دیکھ لیا۔ وہیں گھوڑے کو روک کر مجھ کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ میں درخت سے اتر آیا۔

شاہ پری : مجھے یقین ہے کہ تم انسان ہو۔ بتاؤ کہ تم کو یہاں کون لایا؟

میں : (اپنا حال عرض کرتے ہوئے رو رو کر) برسوں سے میں اپنے گھر بار اور بیوی بچوں سے دور ہوگیا ہوں۔ اتنی طاقت نہیں کہ گھر پہنچوں۔

شاہ پری : آزردہ خاطر نہ ہو (ایک پری کو بلا کر) اس آدمی کے لئے سواری کا بندوبست کرو۔

شاہ پری کے حکم کے بموجب اس پری نے میری سواری کا انتظام کردیا۔ اور میں اس کے ساتھ زمین کے تیسرے طبق پر جا پہنچا۔ یہیں شاہ پری کی رہائش تھی۔

شاہ پری اپنے تخت پر جو زمرد و یاقوت و لعل جیسے جواہرات سے جگ مگ کررہا تھا۔ جلوہ افروز ہوئی اور لشکر اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوگیا۔ میں بھی ایک گوشے میں استادہ تھا۔ شاہ پری نے بڑی مہربانی سے مجھ کو بلا کر اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور میرا نام دریافت کیا۔

میں : میرا نام تمیم انصاری ہے

شاہ پری : کس ملک کے باشندے ہو؟

میں : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینۂ طیبہ کا رہنے والا

ہوں۔

شاہ پری : (خوش ہوکر) کیا تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

میں : ایک عرصے تک آنحضرت کی خدمت بابرکت میں حاضری دی ہے۔

شاہ پری : (بے اختیار ہوکر) الٰہی تیرا ہزار شکر ہے کہ جن آنکھوں نے جمال پاک لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ دیکھا ہے، ان کی زیارت آج مجھ کو نصیب ہوئی ہے (میری آنکھوں کو بوسہ دے کر) کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقید حیات ہیں؟

میں : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس تشریف لے جاچکے ہیں۔ یہ سن کر شاہ پری بہت غمگین ہوئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اس کو زار و نزار دیکھ کر حاضرین دربار بھی رونے لگ گئے۔

شاہ پری : (کچھ دیر کے بعد) اے تمیم انصاریؓ اب تم میرے منہ بولے فرزند ہو۔ میرے سات بچے ہیں۔ میری آرزو ہے کہ تم انہیں قرآن مجید پڑھا دو۔ اس کے بعد تمہارا جو مقصد ہوگا۔ وہ میں پورا کروں گی۔ اس میں مجھے کسی طرح کا عذر نہ ہوگا۔

میں نے اس کی یہ درخواست بخوشی قبول کی۔ اس نے اسی وقت ایک گھوڑا منگوا کر اس پر مجھ کو سوار کروادے اور دو پریوں کو میرے ہمراہ کر کے انہیں حکم دیا۔ ان کو میرے بیٹوں کے پاس لے جاؤ۔ یہ وہیں رہیں گے اور میرے فرزندوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیں گے۔ دیکھنا ان کی خاطر داری اور دل جوئی میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ ایک ہفتے کے بعد میں وہاں آؤں گی۔ اگر ان کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچی ہوئی ہو تو تمہیں سخت سزا دوں گی۔

امیر المومنینؓ! اس گھوڑے کی تیز رفتاری کیا بیان کروں! اس قدر تیز رفتار تھا کہ میرے ہوش بجا نہ رہے۔ میری آنکھیں بند ہوگئیں اور مجھے یہ بھی خبر نہیں تھی کہ میں کہاں لے جایا جارہا ہوں۔ چند ساعتوں کے بعد مجھ کو ایک جگہ اتارا گیا۔ میں نے آنکھیں کھولیں۔ جب حواس ٹھیک ہوئے تو مجھے عصر کے وقت کا اندازہ ہوا۔ فوراً وضو کر کے نماز پڑھی۔ اتنے میں شاہ پری کے ساتوں فرزند اور متعلقین بھی میرے پاس آگئے۔ سب نے میری بہت عزت کی اور طرح طرح کی نعمتیں مجھ کو کھلائیں۔ اس کے بعد ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں۔

شاہ پری کے فرزند : آپ ہماری والدہ کے پاس سے کس وقت چلے تھے؟

میں : آج فجر کی نماز پڑھ کر گھوڑے پر سوار ہوا تھا۔ عصر کی نماز یہاں آکر پڑھی ہے۔

شاہ پری کے فرزند : کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے کتنا راستہ طے کیا ہے؟

میں : زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس فرسنگ کا۔

(سب ہنسنے لگے) حضور آپ نے زمین کا ایک طبق طے کیا ہے۔ جو انسان کی رفتار سے ہزار برس کا راستہ ہے۔

یہ سنتے ہی میرے ہوش اڑ گئے اور دل سرد ہوگیا۔ بالآخر صبر کر کے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے میں مشغول ہوگیا۔ ہر ہفتہ شاہ پری آتی اور بچوں کی تعلیم کے متعلق دریافت کر کے خود ان کا سبق سنتی اور خوش ہوکر جاتی۔

جس روز بچوں نے قرآن شریف ختم کیا۔ اس دن شاہ پری بھی آئی ہوئی تھی۔ میں نے اس رات خواب میں دیکھا کہ میری بیوی بچے اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کررہے ہیں۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر چاہا کہ انہیں لپٹا لوں۔ مگر آنکھ کھل گئی۔ اس خواب سے مجھ کو اتنا رنج ہوا کہ دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ میرے رونے کی آواز شاہ پری کے کانوں تک پہنچی۔

شاہ پری : (نقیبوں اور چوکیداروں کو بلا کر) دیکھو آدم زاد کے رونے کی آوز آتی ہے۔ معلوم کرو کہ اس کو کس نے ستایا ہے اور آدم زاد کو میرے پاس لے آؤ۔

نقیب اور چوکیدار میرے پاس دوڑے آئے اور میرے رونے کی کیفیت معلوم کر کے مجھ کو شاہ پری کے سامنے پیش کر کے عرض کیا:

''حضور ہم میں سے کسی نے انہیں نہیں ستایا۔ یہ اپنے بال

بچوں کو یاد کر کے رو رہے ہیں)۔ رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے بچے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر رہے ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی شفقت پدری جوش میں آ گئی اور چاہا کہ انہیں گلے لگائے مگر آنکھ کھل گئی۔ بس وہ رونے لگے۔

شاہ پری : (تمیم انصاریؓ سے) بتاؤ کہ اب تمہاری آرزو کیا ہے؟

میں : صرف یہی کہ اپنی بیوی اور بچوں سے ملوں اور روضۂ اقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے فیض یاب ہو رہوں۔ جس کے لئے مدت سے بے تاب و بے قرار ہوں۔ چوں کہ شاہ پری مجھ کو قول دے چکی تھی کہ جب میں اس کے بچوں کو قرآن مجید ختم کرادوں گا۔ وہ مجھ کو مدینہ طیبہ پہنچادے گی چوں کہ بچوں نے قرآن مجید ختم کر لیا تھا۔ شاہ پری بھی آئی ہوئی تھی۔ لہٰذا میرا خواب اس کے وعدہ کو پورا کرنے کا محرّک ہوا۔

وہ فوراً تخت پر کھڑی ہو گئی اور از راہِ شفقت مجھ سے کہا۔ ''میرا ہاتھ پکڑ لو'' میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ مجھ کو لے کر ہوا میں اڑنے لگی۔ ہم اڑتے ہوئے ایک ایسے بیابان میں پہنچے۔ جہاں ایک بہت بڑا قلعہ مقفل تھا۔ شاہ پری دروازے کے قریب گئی تو قفل خود بخود کھل کر نیچے گر پڑا۔ شاہ پری مجھ کو ساتھ لے کر اندر آ گئی۔ وہاں بیسیوں حجرے اور کمرے تھے۔ ہر کمرے میں ایک دیو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔

شاہ پری نے ہر ایک دیو کو دیکھا اور اس کا نام معلوم کیا۔ ہر دیو خوف کے مارے کانپنے لگا اور شاہ پری سے نظر ملانے کی ہمت نہ کر سکا۔ آخر شاہ پری سیاہ دیو کے کمرے میں گئی اور اس کا معائنہ کیا۔ امیر المومنینؓ اس دیو کی ہیئت کیا بیان کروں۔ سر ایک گنبد عظیم، منہ ایک بڑے غار کی طرح، قد ایک کوہِ بلند کے مانند، آنکھیں طاس لالن کی مثال اور ناخن مثل ناخنہائے پیلان۔ وہ بڑی بڑی نہایت موٹی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ شاہ پری کو دیکھتے ہی جان کے خوف سے بید کی طرح کانپنے لگا۔

شاہ پری (دیو سے) اگر تو ہماری اطاعت پر راضی ہے تو اقرار کر کہ پھر کبھی ہمارے حکم سے سرتابی نہ کرے گا۔ اور ہمیشہ ہمارا فرماں بردار رہے گا تو ممکن ہے کہ تجھ کو رہا کر دیا جائے۔ ورنہ یاد رکھ تجھ کو اسی جگہ ہلاک کر دیا جائے گا۔

دیو (سر جھکا کر اور ہاتھ جوڑ کر) بے شک میں قصوروار ہوں۔ میری خطائیں معاف کر دی جائیں۔ میں اقرار کرتا ہوں، کبھی آپ کی فرماں برداری سے منہ نہ موڑوں گا۔ اور ہمیشہ آپ کا تابع دار رہوں گا۔

شاہ پری : مجھ کو تیرے حال زار پر رحم آتا ہے، اچھا اس شرط پر تجھ کو رہا کرتی ہوں کہ اس آدمی کو جو میرے ساتھ ہے جس کو تو مدینہ طیبہ سے اٹھا لایا ہے۔ مدینہ طیبہ پہنچادے اور اس کے وہاں پہنچانے کی رسید لادے۔

دیو نے قید سے رہائی پانے کے لئے بڑی خوشی کے ساتھ مجھ کو مدینہ طیبہ پہنچانے کا اقرار کر لیا۔ شاہ پری نے اس کو بند گراں سے رہا کر کے اس کی گردن پر سوار کیا۔ اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ مجھ کو ایک ہفتے کے عرصے میں مدینہ طیبہ پہنچادے گا۔

رخصت کرتے وقت شاہ پری نے مجھ سے کہا : اے تمیم انصاریؓ! دیووں کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ اکثر اور بدعہدی کرتے ہیں۔ اس لئے میں تجھے ایک دعا سکھاتی ہوں۔ یاد کر لے۔ خدا نے چاہا تو اس کی برکت سے تو ہر آفت اور دیووں کے مکر و دغا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ يَادَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ وَ يَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ وَ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ الْمُضْطَرِّيْنَ وَ يَااِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

الغرض شاہ پری نے مجھ کو بخدا سپردم کہہ کر رخصت کیا......اور دیو مجھ کو لے کر آسمان کی طرف اڑا۔ نہ جانے اس کے دل میں مجھ سے کیوں دشمنی پیدا ہوئی اڑتے اڑتے چاہا کہ مجھ کو نیچے چھوڑ دے۔ میں نے شاہ پری کی یاد دلائی ہوئی دعا پڑھنی شروع کی۔ اس کی برکت سے وہ مجھ کو نیچے نہ چھوڑ سکا۔ لیکن کبھی نیچے اترتا، کبھی اوپر چڑھتا، کبھی

کسی دریا میں غوطہ لگاتا جاتا تھا، مگر میں ہر طرح سے محفوظ رہا۔ جب وہ مجھ پر غلبہ نہ پاسکا۔ تو امیر المومنینؓ ایک مرتبہ اتنا بلند ہوا کہ فرشتوں کی آواز مجھے سنائی دینے لگی۔ میں نے بہت غور سے سنا تو فرشتے نہایت خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصافات صفا فالزاجرات زجرا۔ وہ ملعون اپنی خباثت کی وجہ سے اوپر اڑا تو فرشتوں نے اس پر آگ برسائی۔ وہ جل کر راکھ ہوگیا۔ اور میں اس دعائے مکرمہ کی برکت سے نیچے زمین پر بغیر کسی تکلیف کے گر پڑا۔ مگر بے ہوشی مجھ پر طاری ہورہی۔ جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو سلامت پایا۔ حالانکہ میں گرتے وقت سمجھ گیا تھا کہ پاش پاش ہوجاؤں گا۔ اور میرے وجود کا ایک ذرہ بھی نہ ملے گا۔ غرض میں نے اپنے آپ کو ایسے لق ودق بیابان میں پایا جہاں کسی پرندہ تک کا نام ونشان نہ تھا۔ چاروں طرف حیران وپریشان پھرا لیکن راستہ نہ پایا۔ نہ کوئی مونس نظر آیا۔ نہ کوئی غم خوار دکھائی دیا۔ نہ کھانے کو کھانا، نہ پینے کو پانی، بیابان تھا کہ سائیں سائیں کررہا تھا۔ بے اختیار دل گھبرایا۔ جی بھر آیا۔ خوب رویا۔ آخر چیخنا شروع کیا کہ بارِالٰہا اب کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اسی غم میں مبتلا تھا کہ ایک مرغ دکھائی دیا۔ جس کے پیر مروارید کے جیسے اور منقار لعل بدخشاں کی سی تھی۔ وہ میرے نزدیک آیا.......... مرغ : اے تمیم انصاریؓ غم نہ کھاؤ۔

تمیم انصاری : (تعجب سے) اے مرغ تو کون ہے جو انسان کی طرح بول رہا ہے۔ کیا قسم جن سے ہے؟

مرغ : میں نہ جن ہوں اور نہ انسان بلکہ جانور پرندہ ہوں۔ حضرت اسحاقؑ کی طرف سے اس کام پر مامور ہوں کہ بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاؤں۔ اور بھوکوں پیاسوں کو کھلاؤں پلاؤں۔ تمہارے پاس اس واسطے آیا ہوں کہ تم مسافر ہو، گم کردہ راہ ہو اور بھوکے پیاسے ہو۔

میں وہاں چالیس دن رات رہا اور اس جانور کے ذریعہ طرح طرح کی نعمتیں کھائیں۔ چالیس دن کے بعد ایک روز میں نے اس مرغ سے کہا اب میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔ میری رہبری کر اور رستہ بتا۔ اس نے مجھ کو راستہ دکھایا۔ اور میں قبلہ کی طرف روانہ ہوا۔

چلتے چلتے ایک جنگل میں پہنچا وہاں دو ہیولانی شکلیں نظر پڑیں۔ جو میری ہی طرف لڑھکتی ہوئی آرہی تھیں۔ جب میرے قریب آئیں تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ دونوں گول تھے۔ نہ ان کے آنکھیں تھیں، نہ کان تھے، نہ سر تھا، نہ شکم تھا، نہ پاؤں تھے۔

ہیولانی شکلیں : اے تمیم انصاریؓ خوش باش! تو ضرور اپنے گھر پہنچے گا۔

میں : تم کون ہو؟ کیا قسم جنات سے ہو؟

ہیولانی شکلیں : اے تمیم انصاریؓ۔ ہم کو خناس کہتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے ہمیں اس واسطے پیدا کیا ہے کہ قیامت کے دن کافروں کو مسلمانوں سے جدا کرکے دوزخ میں لے جائیں۔

میں : آلِ خناس! : میں نہایت سرگرداں و پریشان پھر رہا ہوں۔ تم مجھے راستہ بتاؤ۔ تاکہ میں اپنی منزل مقصود کو پہنچوں۔

ہیولانی شکلیں : قبلہ کی سمت کو نہ چھوڑیو۔ سیدھے اسی طرف کو جائیو۔

میں ان سے رخصت ہوکر قبلہ کی سمت چلنے لگا۔ مہینوں چلتا رہا۔ بھوک لگتی تو جنگل میں جو کچھ ہاتھ لگتا کھالیتا۔ تھک جاتا تو کسی درخت کے سائے میں لیٹ جاتا۔ رات کو کسی اونچے درخت پر چڑھ کر بیٹھا جاتا اور اونگھنے لگتا۔

ایک روز میں ایک پہاڑ پر پہنچا۔ وہاں ایک پیر مرد نماز پڑھتے ہوئے دکھائی دئے۔ میں ان کے قریب گیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کو سلام کیا۔

پیر مرد : (سلام کا جواب دے کر) تو یہاں کہاں سے آیا۔ کیوں کر آیا؟ کوئی آدمی خشکی کے راستے اب تک یہاں نہیں آیا۔ ہر سال ایک کشتی سمندر کی راہ سے یہاں آتی ہے تو آدم زادی کی صورتیں نظر آتی ہیں۔

میں : خدا کی قدرت سے یہاں آیا ہوں۔ نہیں جانتا کہ کس سمت سے آیا ہوں اور کدھر جارہا ہوں۔ البتہ اپنے وطن کو جانا چاہتا ہوں۔

پیر مرد : میرا ہاتھ تھامے ہوئے پہاڑ سے نیچے اترے اور

ایک جوان سے ملاقات کرائی۔ میں نے اس جوان سے اپنا سب حال بیان کیا اور کہا۔

''میں برسوں سے پیدل سفر کر رہا ہوں۔ مگر پتہ نہیں چلتا کہ کہاں جا رہا ہوں۔

جوان : میں تجھ کو خوش خبری دیتا ہوں کہ تو ضرور اپنے گھر پہنچے گا اور میں تجھ کو پہنچاؤں گا۔ بلکہ تجھے کسی اقلیم کا بادشاہ بنا دوں گا۔ بشرطیکہ تو وہی کرے گا جو میں کہوں گا۔

میں : تیری یہ شرط منظور ہے۔

اس جوان نے میرا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہلایا اور یہ کہہ کر تو یہیں ٹھہر ا رہ غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک خوان طرح طرح کی نعمتوں سے بھرا ہوا لے کر آیا اور میرے آگے رکھ دیا۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔

جوان : کیا تو اپنے قول پر قائم ہے۔

میں : ہاں، یقیناً۔

جوان : خوش باش۔

پھر وہ جوان غائب ہو گیا۔ دوسرے روز آیا اور ہر قسم کی نعمتوں سے بھرا ہوا خان لا کر میرے سامنے رکھا جب میں کھانے سے فارغ ہوا تو اس جوان نے پھر مجھ سے پوچھا ''کیا تو اپنے قول پر مضبوطی سے قائم ہے۔''

میں نے کہا ہاں میرے ہاں کہنے پر اس جوان نے ایک غلولہ میرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اور کہا ''اس کو حفاظت سے رکھ جب میں آگ میں جل کر راکھ ہو جاؤں گا تو یہ غلولہ اس راکھ پر رکھ دینا۔ میں زندہ ہو جاؤں گا۔ اور تجھ کو تیرے گھر پہنچا کر ہفت اقلیم کی بادشاہت بھی تجھے دے دوں گا۔''

میں نے اس کا شکریہ ادا کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رسی بھی تھی وہ بھی اس نے مجھ کو دے دی۔ اور اپنے پیر پکڑ لینے کے لئے کہا۔ یا علیؓ میں نے اس کے دونوں پیر پکڑ لئے۔ اس نے مجھ کو لے کر ہوا میں پرواز کیا۔ ذرا سی دیر میں ہم دونوں ایک پہاڑ پر اتر پڑے۔ وہ پہاڑ اتنا وسیع تھا کہ اس کے طول وعرض کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ مجھ کو پہاڑ پر بٹھا کر وہ غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد آیا۔

جوان : کیا تو اپنے قول پر قائم ہے؟

میں : ہاں قائم ہوں۔ مگر اے جوان بتا یہ کون سا پہاڑ ہے؟

جوان : یہ کوہِ قاف ہے۔

کوہِ قاف کا نام سنتے ہی میں سناٹے میں آ گیا کہ الٰہی میں یہاں سے کس طرح اپنے گھر پہنچوں گا، کچھ دیر بعد میری طبیعت سنبھلی۔

میں : اے جوان! تو نے عہد کیا تھا کہ مجھ کو میرے گھر پہنچا دے گا۔ یہ کیا کہ کوہِ قاف پر لا کر بٹھا دیا ہے۔ یہ بد عہدی کیسی؟

جوان : تو بالکل نہ گھبرا میں تجھ کو تیرے گھر ضرور پہنچا دوں گا۔ اس سے کیا مطلب کہ میں نے تجھے کوہِ قاف پر لا کر بٹھا دیا ہے۔ میں تجھ کو ہفت اقلیم کا کی بادشاہت بھی دینے والا ہوں۔ تو اپنے عہد پر قائم رہ۔ آ، اور میرے دونوں پیر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ میں نے اس کے کہنے کے مطابق اس کے دونوں پیر پکڑ لئے۔ وہ مجھ کو لے کر ہوا میں اڑنے لگا۔ کئی دن رات اڑتا رہا آخر ایک دن ایک غار میں اتر پڑا میری نظر اس غار کے مقفل دروازے پر پڑی۔ اس پر بخط جلی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔

جوان : (دروازہ کے پاس جا کر) اے تمیم انصاریؓ اپنے قول پر مستقیم رہ۔

میں : اپنے قول پر مستقیم ہوں لیکن میں تیرے متعلق کچھ نہیں جانتا کہ تو کون ہے؟ مجھ کو کیوں اس طرح لئے پھرتا ہے اور میرا کیا کرے گا۔

جوان نے میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا اور بڑھ کر دروازے کے قفل پر وہ رسی، جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ ماری۔ رسی کے لگتے ہی قفل نیچے گر پڑا، اور دروازہ کھل گیا۔ جوان مجھ کو لے کر اندر داخل ہوا۔ وہاں بہت سے حجرے تھے۔ ہر حجرے میں ایک ہتھیار بند دیو کھڑا تھا۔ دیو ہم کو دیکھ کر بہت برافروختہ ہوئے اور ہمارے مار ڈالنے کے درپے ہوئے۔ وہی رسی جس سے قفل کھلا تھا انہیں دکھلائی گئی۔ رسی کو دیکھتے ہی دیوؤں نے ہتھیار ڈال دئے اور سر جھکا کر

خاموشی کے ساتھ اس جوان کے فرماں بردار ہوگئے۔ دیوؤں سے رخصت ہوکر ہم دونوں آگے بڑھے تو ایسا عالی شان مکان دکھائی دیا جس کی تعریف میرے امکان سے باہر ہے۔ اس مکان میں ایک تخت پر ایک نورانی صورت خوش لباس جوان سو رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ سینے پر اور دوسرا ہاتھ شکم پر تھا۔ ایک ہاتھ کی انگلی میں چار نگینوں کی انگشتری جگمگا رہی تھی۔ تخت کے چاروں پایوں کے پاس چار اژدہے پڑے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔

میں : (اپنے ساتھی جوان سے) یہ تخت پر سونے والا کون ہے؟ اور یہ دیو اور اژدہے یہاں کیوں پڑے ہیں؟

جوان : تخت پر سونے والے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اور یہ دیو اور اژدہے ان کے تابع تھے اور اب بھی تابع ہیں اور اس حالت میں بھی ان کی نگہبانی کر رہے ہیں۔ یہ رسی جو میرے ہاتھ میں ہے جادو کی ہے، اسی رسی کے ذریعہ میں نے ان تمام کو اپنا مطیع بنا رکھا ہے اور یہاں تک آپہنچا ہوں۔ اگر یہ انگشتری میرے ہاتھ آجائے تو ان تمام کے علاوہ دوسرے وحشی جانور خونخوار درندے، چرند، پرند سب کے سب میرے تابع فرمان ہو جائیں گے۔

اتنے میں ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور اس جوان کی گردن پر ایسا گرز گراں مارا کہ اس کی گردن دھڑ سے جدا ہو کر دور جاگری اور خون بہنا شروع ہوگیا۔ میں ایک کونے میں کھڑا خوف سے کانپ رہا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ فرشتہ مجھ کو بھی ہلاک کر دے۔ مگر جب میں نے محسوس کیا کہ فرشتہ مجھے نظر التفات سے دیکھ رہا ہے تو ڈرتے ڈرتے اس کے قریب جا کر کہا۔

''اے فرشتے برائے خدا مجھے کو بتا کہ یہ شخص کون تھا۔ جس کو تو نے ہلاک کیا ہے۔ اس نے مجھے گھر پہنچایا۔ نہ احوال سے آگاہ کیا اور نہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ مجھے یہاں کیوں لایا تھا۔

فرشتہ : یہ شخص بہت بڑا ساحر تھا کہ دیو پری کی بھی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہ تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی میں اس نے نہ آپ کی تابع داری کی اور نہ آپ کی خدمت میں حاضری دی۔ حضرتؑ کی انگشتری چرانے کے لئے یہاں آیا تھا۔ اس لئے ہلاک کر دیا گیا۔ اس ملعون کا ساتھ دینا تیرے لئے مناسب نہ تھا۔ یہ غلولہ اور رسی سحر کی ہے۔ انہیں پھینک دے۔ یہ تیرے کام کی نہیں۔ مسلمان کو ایسی چیزوں سے پناہ مانگنا چاہئے۔ میں فرشتہ ہوں۔ خدا کے حکم سے یہاں آیا ہوں۔ یہ سلیمان علیہ السلام ہیں جو تخت پر آرام فرما ہیں اور یہ دیو اور اژدہے ان کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

میں : اے فرشتے تجھ پر خدا کی رحمت ہو۔ میں گم کردہ راہ ہوں۔ میرا گھر یہاں سے کوسوں دور ہے۔ مجھ کو راستہ بتا کہ کدھر جاؤں؟

فرشتہ : یہ انگوٹھی جو اس ہلاک شدہ ملعون کی انگلی میں ہے نکال کر اپنی انگلی میں پہن لے۔ تو تمام دیو اور پریوں کے فریب و دغا سے محفوظ رہے گا۔ (ایک سمت کی طرف اشارہ کر کے) اس طرف کو سیدھا چلا جا۔

میں نے فرشتہ کی ہدایت کے موافق اس ساحر ملعون کی انگشتری اس کی انگلی سے نکال کر اپنی انگلی میں پہن لی۔ غلولہ اور رسی کو پھینک دیا اور جس سمت کی طرف فرشتے نے اشارہ کیا تھا اس سمت کی طرف روانہ ہوا۔ کئی دنوں کے بعد ایک قلعہ دکھائی دیا۔ میں اس قلعہ میں داخل ہوا۔ اندر ایک عورت نہایت حسین و جمیل ایک طرف بیٹھی ہوئی تھی۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑی وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی اور مجھ کو سلام کیا۔

میں : وعلیکم السلام۔

عورت کیا تم تمیم انصاریؓ ہو۔

میں : ہاں، میں تمیم انصاریؓ ہوں۔

عورت : وہ جادوگر جو تم کو لے گیا تھا کہاں ہے؟

میں : وہ پایۂ تخت سلیمان علیہ السلام کے پاس ہلاک کر دیا گیا۔

عورت : مجھے یقین تھا وہ وہاں پہنچتے ہی ہلاک کر دیا جائے گا۔ میں نے اس کو بہت سمجھایا اور وہاں جانے سے منع کیا تھا۔ کہ وہ پیغمبر خدا کا مقام ہے۔ مگر اس نے میری بات نہ مانی اور ہلاک ہو گیا ـــــــ ہاں اے تمیم انصاریؓ۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا

ہے کہ اس مہینے اور آج کی تاریخ میں یہاں ایک شخص آئے گا اور وہ تمہاری جیسی شکل کا ہوگا۔ اس کا نام تمیم انصاریؓ ہوگا۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ہوگا۔ اس کے ذریعہ مجھ کو ہدایت ہوگی اور میں ایمان لاؤں گی۔ اب تم مجھ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو۔

میں : (اس سے) صدق دل سے کہہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عورت : میں صدقِ دل سے کہتی ہوں کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں : اب تو مسلمان ہوگئی۔ یقیناً تو نوع انسان سے ہے۔

عورت : ہاں بے شک میں آدم زاد ہوں۔

یہ سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ اتنے سالوں کے بعد اپنا ہم جنس دکھائی دیا ———

میں : میں تیرا یہاں آنا کیسا ہوا؟

عورت : میرا باپ کسی اور شہر کا بادشاہ تھا اور میری ماں وہاں کی ملکہ تھی۔ وہ اتنی خوبصورت اور حسین تھی کہ اس کا ثانی اس زمانے میں کوئی نہ تھا۔ میری ماں کو جب میرا حمل تھا۔ اس جادوگر نے جو تم کو تختِ سلیمان علیہ السلام تک لے گیا تھا اور وہاں مارا گیا تھا کسی طرح میری ماں کو دیکھ لیا۔ اس پر فریفتہ ہو کر اس کو محل سے نہ جانے کیا فریب دے کر نکال لایا اور اس قلعہ میں لا کر رکھا میری ماں نے اس کو خبردار کیا کہ وہ حاملہ ہے جب تک وضع حمل فراغت نہ پائے! اسکے پاس تک نہ پھٹکنا۔ یہ سن کر اس ساحر نے میری والدہ کے ساتھ کوئی حرکت نہ کی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ وہ اپنے بندوں کو موذیوں سے کس طرح بچاتا ہے۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تو میں تولّد ہوئی۔ میری والدہ نے بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر دعا کی ”خداوندا تیرے بندوں میں ایک ناچیز بندی میں بھی ہوں۔ تو ہی میری عزت و آبرو کا محافظ ہے۔ یہ ساحر مجھ سے بدفعلی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اب تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں ہے۔ میں تیری پناہ چاہتی ہوں۔ بس مجھ کو دنیا سے اٹھا لے اور اپنے پاس بلا لے تاکہ میں اس موذی کے چنگل سے چھٹکارا پا جاؤں۔“

ماں کی دعا قبول ہوگئی اور وہ اسی وقت اس دارِ فانی سے انتقال کر کے عالمِ جاودانی کو عزت و آبرو کے ساتھ روانہ ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ جادوگر رو پیٹ کر خاموش ہو رہا۔ مگر مجھ کو بیحد چاہنے لگا۔ اور میری پرورش نہایت ناز و نعم سے کی۔ چوں کہ دیو پری بھی اس کے تابع تھے۔ اس کیش فقت کی وجہ سے وہ بھی میرے مطیع ہوگئے۔ اس نے میری تعلیم کے لئے ایک مرد حسین کو مقرر کیا جو روزانہ یہاں آتا اور مجھ کو پڑھا کر جاتا تھا۔ مدت سے مجھ کو بھی آرزو تھی کہ کوئی اپنا ہم جنس مسلمان نظر پڑے تاکہ اس کے مبارک ہاتھ پر ایمان لاؤں۔ حق تعالیٰ نے آج تم کو یہاں بھیج دیا اور تم نے مجھ کو کلمۂ طیبہ پڑھا کر دولت ایمان سے مالا مال کر دیا۔ آج سے تم میرے دینی بھائی ہو اور میں تمہاری دینی بہن ہوں۔ اب تم یہیں رہو اور مجھ کو احکام دین اسلام کی تعلیم دیا کرو۔

اس کی درخواست پر میں وہیں پڑا اور اسے احکام اسلام کی تعلیم دینے لگا۔ کچھ دن کے بعد میں اپنی بیوی اور بچوں کو دیکھنے اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لئے بے اختیار ہوگیا۔ اسی وقت میں نے وہاں رخصت ہونے کا ارادہ کر کے اپنی اس دینی بہن سے اجازت چاہی۔ وہ حیران ہوگئی اور کچھ دن رکنے پر اصرار کرنے لگی۔ میرا اضطراب انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ میں نے اس کی بات نہ مانی اور سفر پر تیار ہوگیا ——— ”تم اپنے طور پر اپنے گھر نہ پہنچ سکو گے۔ کیوں کہ تمہارا مکان یہاں سے دو ہزار چالیس برس کی مسافت پر ہے۔“ میری دینی بہن نے کہا۔ ”میں تم کو ایک دیو کے ذریعہ مدینہ طیبہ پہنچانے کا بندوبست کرتی ہوں۔“ ”تم کو کسی طرح کا اندیشہ کرنے کی ضرورت ہیں۔ دیو تمہیں آسانی کے ساتھ تمہارے گھر پہنچا دے گا۔“ پھر ایک دیو کو بلا کر اس سے کہا۔

”یہ میرے دینی بھائی ہیں۔ ان کا وطن مدینہ طیبہ ہے۔ تو ان کو مدینہ طیبہ میں ان کے گھر پہنچا دے۔

دیو : بہت اچھا میں انہیں بہت جلد ان کے گھر پہنچا دوں گا۔

میری دینی بہن : جلد سے جلد کتنے دنوں میں؟

دیو : تین دن میں۔

دیو کی زبان سے تین دن کی مسافت کی بات سن کر میری جان میں جان آئی۔ میری دینی بہن نے مجھے دیو کی گردن پر سوار کر کے کہا۔ "میرے دینی بھائی میں اب تمہیں رخصت کرتی ہوں۔ شاہ پری نے جو دعا تمہیں سکھائی ہے وہ ہر وقت پڑھتے رہو۔ اس کی برکت سے تم ہر طرح کی بلا سے محفوظ رہو گے۔ جاؤ تمہیں خدا کو سونپا۔"

دیو مجھ کو آسمان کی طرف لے اڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھ کو ہلاک کر دینا چاہا۔ یعنی مجھے نیچے پھینک دینے پر آمادہ ہو گیا۔ اس کی یہ آمادگی میری سمجھ میں آگئی اور میں نے شاہ پری کی سکھائی ہوئی دعا پڑھنی شروع کی۔ اس کی برکت سے وہ مجھ کو نقصان نہ پہنچا سکا۔ خود ایک دریا میں گر پڑا اور میں اس کی گرفت سے چھوٹ کر ایک پہاڑ پر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ دیو دریا سے نکل کر میرے پاس آیا۔

میں : اے دیو تو مجھ کو ہلاک کرنے کی تدبیریں کیوں کر رہا ہے؟

دیو : میں تجھ کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا۔ بات یہ ہے کہ تیرے وطن کا ایک ہی راستہ ہے۔ اس راستے کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں۔ وہ راستہ بڑا ہی خطرناک ہے۔

میں: اس راستے میں تیرے لئے خطرہ ہے؟

دیو : ایک بہت ہی بڑا قوی ہیکل دیو وہاں رہتا ہے۔ وہ میرا دشمن ہے۔ جب وہ ہم دونوں کو دیکھے گا۔ یقیناً مار ڈالے گا۔ اسی لئے میں تجھے ادھر ادھر لے کر پھر رہا ہوں۔

میں : اس قوی ہیکل دیو سے بچ کر نکلنے کی کیا تدبیر ہے؟

دیو : تو مجھ کو اپنی انگشتری دیدے۔ تا کہ اس کی برکت سے میں اپنے دشمن کو زیر کر لوں اور حفاظت کے ساتھ تجھ کو تیرے گھر پہنچا دوں۔

یا امیر المومنینؓ ____ میں نے اپنی انگلی سے انگشتری نکال کر اس کو دیدی۔ وہ انگوٹھی کو اپنے منہ میں رکھ کر وہاں سے فرار ہو گیا۔ مجھ کو سخت حیرانی ہوئی کہ خدایا اب میں کیا کروں۔ کدھر جاؤں۔ تھوڑی دیر توقف کر کے اللہ کا نام لے کر ایک طرف روانہ ہوا۔ کچھ دور جانے کے بعد ایک ہیبت ناک سیاہ دیو ہاتھی کی طرح اپنی سونڈ لٹکائے ایک جواہر نگار تخت پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ مجھے دیکھ کر وہ مار ڈالنے کے ارادے سے میری جانب بڑھا۔ اس وقت میں نے یہ سوچ کر کہ قدم قدم پر طرح طرح کی مصیبتیں اٹھانے سے مر جانا ہی بہتر ہے تا کہ ان آفتوں سے نجات مل جائے۔ اس پہاڑ سے فوراً خود کو نیچے گرا دیا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ مجھے یقین تھا کہ نیچے گرتے ہی میرا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا قادرِ مطلق کی قدرت کے قربان جائیے۔ جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے اپنے آپ کو بالکل صحیح وسالم پایا۔ اس پر مجھے بہت افسوس ہوا کہ مجھ کو موت بھی نہیں آتی۔ کچھ دیر ستانے کے بعد ایک سمت کو ہولیا۔

میرے اس سفر میں جنگل کے سوا آبادی کا نام ونشان نہ تھا۔ ہر طرف خونخوار درندے مثلاً شیر اور بھیڑیئے پھرتے نظر آتے تھے مگر کسی نے میری طرف بھولے سے بھی نہ دیکھا۔ ان جنگلوں میں میری غذا بناس پاتی تھی۔ جب تھک جاتا تو کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا۔ شب میں سبزہ زار میرا بچھونا ہوتا۔ صبح ہوتی تو پھر آگے روانہ ہوتا۔

ایک دن ایک ایسے عظیم الشان گنجان درخت کے نیچے پہنچا کہ میں نے عمر بھر میں اتنا بڑا سایہ دار درخت کہیں نہیں دیکھا۔ اس کے سائے میں دس ہزار سوار ٹھہر سکتے تھے۔ چوں کہ بہت تھک گیا تھا اور آرام کے لئے اچھی جگہ مل گئی تھی۔ لہٰذا وہیں لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بھوک ستانے لگی تو اٹھ کھڑا ہوا اور ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا کہ کچھ مل جائے تو پیٹ کی آگ بجھالوں۔ یک بیک میری نگاہ اس درخت کے اوپری حصے پر گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک مرد قوی ہیکل موٹی موٹی زنجیروں میں جکڑا ہوا بیٹھا ہے۔ اسے دیکھ کر میں سہم گیا اور نظر نیچی کر لی۔ دل میں کہنے لگا کہ نہ جانے اب کیا بلا مجھ پر نازل ہونے والی ہے۔ معاً اس مرد قوی ہیکل نے مجھ کو آواز دی۔

مرد قوی ہیکل : اے تمیم انصاریؓ! تو نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اب نہ گھبرا اپنے گھر جلد پہنچ جائے گا۔

اس کی اس طرح کی غم گساری اور دلجوئی سے میرا خوف دور ہو گیا۔ ڈھارس بندھی پھر بھی میں نے ڈرتے ڈرتے اس سے

پوچھا۔

اے شخص تو کون ہے؟ تجھ کو اس درخت پر زنجیروں میں کس نے جکڑ رکھا ہے؟

مرد قوی ہیکل : میں خدائے تعالیٰ کے حکم سے یہاں مقید ہوں۔ اے تمیم انصاریؓ میں تجھ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بقید حیات ہیں یا نہیں؟

میں : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔

مرد قوی ہیکل : کیا لوگ زنا کرتے ہیں؟ جوا کھیلتے ہیں؟ جھوٹی گواہی دیتے ہیں؟ شراب پیتے ہیں؟

میں : ہاں ہاں سب کچھ کرتے ہیں۔

یہ سن کر اس نے ایسا زور لگایا کہ زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ پھر ایک ایسا نعرہ مارا کہ جنگل میں گویا زلزلہ آ گیا۔ اسی وقت ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہو کر اپنا گرزِ گراں اس قوی ہیکل انسان کے سر پر مارا اور کہا: اے ملعون! ابھی وہ وقت نہیں آیا جس کا تو منتظر ہے۔ اس نے فرشتے کے سامنے دم نہ مارا۔ ہوں ہاں تک نہیں کی۔ بالکل خاموش کھڑا رہا۔ اس فرشتے نے پھر اس کو زنجیروں میں جکڑ دیا۔ میں یہ منظر دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ کہ الٰہی یہ ماجرا ہے؟ اتنے میں وہ فرشتہ مجھ سے مخاطب ہوا۔

فرشتہ : اے تمیم انصاریؓ یہ تجھے کیا ہوا؟ جو اس ملعون سے ہم کلام ہوا۔

میں : اے خدا کے نیک بندے تجھ پر رحمت ہو یہ شخص کون ہے؟ جس کو تو نے زنجیروں میں جکڑ دیا ہے؟

فرشتہ : میں فرشتہ خداوند تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں۔ یہ ملعون دجال ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور خلق خدا کو دھوکہ دے کر گمراہ کرے گا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دجال کے ظہور کے متعلق آگاہ کیا ہے اور جس کی کچھ علامتیں بھی بیان فرمائی ہیں وہ یہی دجال ہے۔ اگر میں نہ آتا تو یہ تجھ کو زندہ نہ چھوڑتا۔

جب میں یہ حال معلوم کر لیا تو اپنے مطلب کی طرف رجوع کیا۔

"اے فرشتے میں مدت مدید سے حیران و پریشان بھٹکتا لق و دق جنگلات طے کرتا پھر رہا ہوں۔ برائے خدا تو ہی میری رہبری کر اور مجھ کو میرے وطن کا راستہ بتا۔"

وہ فرشتہ میری رہبری کرنے پر تیار ہو کر میرے ہمراہ تھوڑی دور تک چلا اور مجھ کو راستہ پر لگا کر کہا۔

"سیدھا قبلہ کے رخ پر چلا جا۔ ادھر ادھر نہ دیکھ۔ اگر یہ سمت چھوڑ دے گا تو راستہ بھول جائے گا۔"

یہ کہہ کر وہ فرشتہ چلا گیا اور میں اس کے کہنے کے مطابق قبلہ کی طرف ہو لیا۔ کئی مہینوں جنگلوں میں سفر کرنے کے بعد آخر ایک دن ایک بہت بڑا قلعہ جس کے کنگرے آسمان سے باتیں کر رہے تھے دکھائی دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا : بلا سے جو کچھ ہو اس عظیم الشان قلعے کے اسرار سے واقف ہونا چاہئے۔ پھر جلد جلد قدم بڑھا کر اس قلعے کے پاس گیا اور اندر داخل ہو گیا۔ قلعے کے بیچوں بیچ ایک صندل کی چوکی تھی جو لعل و یاقوت اور بیش بہا جواہرات سے مرصع تھی۔ ایک طرف دستر خوان بچھا ہوا تھا جس پر طرح طرح کی کھانے کی چیزیں چنی ہوئی تھیں۔ صراحیاں پانی سے بھری ہوئی تھیں۔ امیر المؤمنین تو بھوکا پیاسا تھا ہی خوب شکم سیر ہو کر کھانے کھائے، پانی پیا، پھر ان حجروں کو نگاہ غور سے دیکھا جو زر و نقرہ و جواہرات سے جگمگا رہے تھے۔ جب ان کے اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی قتل ہو کر پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی تلواریں بھی ادھر ادھر دکھائی دیں۔ میں اس خون خرابہ کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور دل میں کہا۔ بار الٰہ یہ ماجرا کیا ہے۔ جہاں جاتا ہوں کوئی نہ کوئی حیرت انگیز واقعہ دیکھتا ہوں۔ شکر ہے تیرا خداوندا تو مجھ کو ہر بلا سے بچا لیتا ہے اور اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔

میں اسی سوچ میں تھا کہ میری نگاہ چار سواروں پر پڑی جو ہتھیار باندھے ایک طرف کھڑے تھے۔ میں انہیں دیکھ کر سہم گیا اور دل میں کہا کہ ان سے بچنا محالات میں سے ہے۔ یہ مجھے قتل کر دیں گے۔ مگر دل کڑا کر کے سوچا جو ہو سو ہو۔ آخر ایک دن مرنا ہے۔ اگر قسمت میں اسی جگہ موت لکھی ہوئی ہے تو بچ نہیں سکتا کیوں نہ ان سے رسم سلام ادا کر کے یہاں کا احوال دریافت کروں۔ پس میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔

سوار : (وعلیکم السلام) کہہ کر نہایت شفقت سے کہا) اے تمیم

انصاریؓ تو نے اس سفر میں بہت ساری تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلیں، بے حد زحمتیں اٹھائیں، آزردہ خاطر نہ ہو، خدا نے چاہا تو تو بہت جلد اپنے وطن کو پہنچے گا۔

میں : (خوشی کے ساتھ) خدائے تعالیٰ کی تم پر رحمت ہو مجھ کو کس طرح پہچان لیا اور یہ مقتول کون ہیں؟ انہیں کس ظالم نے قتل کیا ہے؟

سوار : ہم فرشتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے یہاں معمور ہیں۔ یہاں جو خزانہ ہے ہم اس خزانے کے محافظ ہیں۔ یہ مقتول اصحاب رسولؐ ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ ان کا خون اسی وقت سے بہتا ہے جب وہ شہید ہوئے اور قیامت تک اسی طرح بہتا رہے گا۔ یہ کھانا جو تو نے کھایا ہے، اسی طرح خوانوں میں بھرا رہے گا۔ نہ کم ہوگا نہ زیادہ۔ جس کو اللہ تعالیٰ یہاں بھیجے گا وہ اس کھانے سے اپنی بھوک مٹائے گا۔

میں : اور کتنے سال جنگلوں میں خاک بسر پھرتا رہوں گا؟ زندگی سے تنگ آ گیا ہوں۔ خدا کے لئے مجھے مدینہ طیبہ کا راستہ دکھا دو۔

ان فرشتوں کو میرے حال زار پر ترس آ گیا۔ ایک فرشتہ تھوڑی دور تک میرے ساتھ ہو لیا اور مجھ کو راستہ دکھا کر واپس لوٹ گیا۔ میں فرشتے کے بتائے ہوئے راستے پر سفر کرنے لگا۔ چند دن کے بعد میرا گزر ایک باغ میں ہوا وہاں ایک پیر مرد ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے انہیں سلام کیا۔

پیر مرد : (سلام کا جواب دے کر) تو وہی ہے نا جس کو لوگ مدینہ میں ڈھونڈ رہے ہیں اور جس کا نام تمیم انصاریؓ ہے؟

میں : جی ہاں۔ میں وہی تمیم انصاریؓ ہوں۔ گم گشتہ راہ ہو کر وطن سے دور پڑا ہوا ہوں۔

پیر مرد : آگے جا۔ ایک اور پیر مرد سے تیری ملاقات ہوگی۔ ان سے اپنا حال بیان کر۔

میں آگے روانہ ہوا۔ کئی دنوں تک سفر کرنے کے بعد ایک طرف نہایت عظیم الشان سرسبز و شاداب باغ دکھائی دیا۔ میں نے دل میں یہ سوچ کر وہ پیر مرد ضرور اس باغ میں ہوں گے بے دھڑک اس باغ میں داخل ہو گیا۔ یہ باغ ہر قسم کے پھلوں کے درختوں اور پھولوں کے پودوں سے بھرا ہوا تھا۔ چشمے صاف و شفاف پانی سے لبالب تھے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی فرحت افزا ہوائیں چل رہی تھیں اور ایک بزرگ ایک درخت کے نیچے محو عبادت پروردگار تھے۔ جب وہ عبادت سے فارغ ہوئے تو میں نے انہیں سلام کیا۔

بزرگ : (سلام کا جواب دے کر) تو وہی تمیم انصاریؓ ہے نا جس کو لوگ مدینہ طیبہ میں ڈھونڈ رہے ہیں؟

میں : جی ہاں میں وہی مصیبت کا مارا ہوں۔

بزرگ : مت گھبرا مصیبت کے دن ختم ہو گئے۔ انشاء اللہ تو بہت جلد اپنے گھر پہنچے گا۔ مگر ایک کام کر۔ یہ پہاڑ جو سامنے دکھائی دے رہا ہے اس پر جا اور قادر مطلق کی قدرت کا تماشہ دیکھ۔

میں : اس بزرگ کی ہدایت کے مطابق اس پہاڑ پر گیا۔ وہاں اس باغ سے ہزار درجہ نہایت پر فضا باغ تھا۔ جس میں ہزاروں قسم کے خوشبودار میووں کے درخت تھے۔ ہر درخت کی ڈالیاں میووں کی بوجھ سے جھکی ہوئی تھیں۔ کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ ہوں۔ خوشبودار پھولوں کے پودوں کا تو حساب ہی نہیں تھا ان پھولوں کی خوشبو سے سارا باغ مہک رہا تھا۔ سینکڑوں خوش الحان پرندے درختوں کی شاخوں پر بیٹھے چہچہا رہے تھے۔ میں نے اس سفر میں اس طرح کا فرحت افزا مقام کہیں نہیں دیکھا۔

امیر المؤمنینؓ میں نے اس باغ کی خوب سیر کی اور کئی درختوں کے میوے توڑ توڑ کھائے۔ ہر میوہ اتنا لذیذ تھا کہ اس کی لذت کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ جب مجھے پیاس لگی تو میں پانی کی تلاش میں ادھر ادھر پھرنے لگا۔ ایک طرف بہت ہی خوش نما ایک حوض دکھائی دیا۔ میں اس حوض پر گیا۔ پانی اس کا نہایت صاف و شفاف موتی جیسا تھا۔ میں اس حوض کے کنارے ایک بوڑھی عورت پر تکلف لباس میں ملبوس اور جواہرات کے مرصع گہنوں سے لدی ہوئی بیٹھی تھی۔ اس کے گیسو بل کھائے ہوئے دونوں رخساروں پر لٹک رہے تھے۔ اس کے ایک ہاتھ میں لمبی سی تسبیح اور دوسرے ہاتھ میں مسواک تھی۔ جب

میری اور اس کی آنکھیں چار ہوئیں تو میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب نہ دے کر تسبیح اٹھا کر دکھائی۔ مطلب یہ تھا کہ وہ وظیفہ پڑھ رہی ہے۔ اس لئے سلام کا جواب نہ دے سکی۔ میں اس وقت اس رمز کو نہ سمجھا اور اس سے دریافت کرنے لگا۔ ''اے عورت تو کون ہے؟ یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ نہ بولتی ہے اور نہ سلام کا جواب دیتی ہے۔'' اتنے میں باغ کے اک گوشے سے کسی نے ہیبت ناک آواز میں کہا۔

''اے تمیم انصاریؓ یہ تو کیا کر رہا ہے۔ فوراً یہاں سے واپس ہو۔ کیا تجھ کو ہمارا خوف نہیں؟'' یہ سن کر میں پریشان ہو گیا اور جوں توں کر کے اس باغ سے نکل کر پہاڑ سے نیچے اتر آیا اور اس بزرگ کی خدمت میں پہنچا۔

بزرگ : اے تمیم انصاریؓ تو نے خدا کی قدرت کو دیکھا؟

میں : ہاں دیکھا۔ ازراہ عنایت بتایئے۔ آپ کون ہیں؟ وہ پیر مرد جنہوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا کون ہیں۔ اس باغ میں جو بوڑھی عورت بیش قیمت لباس سے آراستہ اور جواہرات کے گہنوں سے پیراستہ نظر آئی وہ کون ہے؟ اور وہ ہیبت ناک تحکمانہ الفاظ کس کے تھے؟

بزرگ : میں خضرؑ ہوں، وہ الیاسؑ پیغمبر تھے۔ جس عورت کو تو نے دیکھا وہ دنیا ہے اور وہ ہیبت ناک الفاظ یاجوج ماجوج کے تھے۔ اچھا ہوا کہ تو فوراً وہاں سے میرے پاس چلا آیا۔ اب کچھ دن میرے ساتھ رہ کر آرام کر، کیوں کہ تو نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں اور بے حد تھکا ماندہ ہے۔

میں : اے خواجہ آپ پر رحمت باری۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے آپ کی قربت حاصل ہوئی۔ اب آپ ہی کے رحم و کرم پر میری زندگی منحصر ہے۔ مہربانی فرما کر بتایئے کہ میرا وطن مدینہ طیبہ یہاں سے کتنی دور ہے اور میں کب گھر پہنچوں گا؟

خضرؑ : تیرا وطن مدینہ طیبہ یہاں سے دو سو برس کے سفر کی راہ پر ہے۔

میں : اے خواجہ! افسوس میری عمر اتنے برس کے سفر کے لئے وفا نہ کرے گی اور نہ مجھ سے اتنی دور چلا جائے گا۔ آہ! اب میں اپنی بیوی اور بچوں کی صورت نہ دیکھ سکوں گا اور نہ زیارت روضہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہو سکوں گا۔

خضرؑ : اے تمیم انصاریؓ اس قدر ناامید نہ ہو، اللہ پر بھروسہ کر، وہ چاہے تو ایک پل میں تجھے وطن پہنچا دے۔

اتنے میں آسمان سے گرج کی آواز آنے لگی۔ ابر کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا۔ خواجہ نے اسے اپنے پاس بلایا۔

ابر نے بصد ادب خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔

خواجہ : (سلام کا جواب دے کر) اے ابر تو کہاں جاتا ہے؟

ابر : مجھے ایک جگہ برسنے کا حکم ہوا ہے۔ اگر آپ کا کوئی کام ہو تو فرمایئے۔ میں بجا لاؤں گا۔

خواجہ : خدا کے حکم پر عمل کر۔

ابر اور خضرؑ کی گفتگو سن کر مجھے ایک گونہ اطمینان ہوا اور میں خوشی خوشی وہیں ٹھہر گیا۔

تین دن کے بعد ایک اور ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور خضرؑ کو سلام کیا۔

خضرؑ (جواب دے کر) تو کہاں جا رہا ہے؟

ابر : مجھے کو مدینہ طیبہ جانے کا حکم ہوا ہے۔ آپ کا کوئی کام ہے تو فرمایئے۔

خضرؑ : میرا ایک کام ہے اس شخص کو جو میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ تمیم انصاریؓ ہے۔ یہ مدینہ طیبہ کا رہنے والا ہے۔ ایک دیو سیاہ اس کو زمین کے پانچویں طبقہ میں لے گیا تھا۔ خدا خدا کر کے اس کو اس کے پنجے سے رہائی مل گئی ہے۔ ہزاروں ٹھوکریں کھا کر لاکھوں مصیبتیں اٹھا کر یہاں تک پہنچا ہے۔ میں نے اسے یہاں ٹھہرا رکھا تھا تا کہ کوئی مدینہ طیبہ جانے والا مل جائے۔ تو اس کے ساتھ روانہ کر دوں۔ اب چوں کہ تیرا مقصد مدینہ طیبہ کا ہے اس کو ساتھ لے جا اور اس کے گھر پہنچا دے۔

ابر خضرؑ کے حکم پر فوراً نیچے اتر آیا اور مجھے اپنے دوش پر بٹھا لیا۔ خضرؑ نے فی امان اللہ کہہ کر مجھے رخصت کیا اور میں ابر کے ذریعہ ۲۰۰ برس کی راہ ایک پہر میں طے کر کے مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ ابر برسنے لگا اور

میں اپنے گھر پہنچ گیا۔ امیر المؤمنینؓ یہ ہیں وہ واقعات جن کی کپیٹ میں آکر میرا یہ حال ہوا ہے۔ اتنی مصیبتیں اٹھا کر اور اس قدر آفتیں سہہ کر جب میں اپنے گھر میں داخل ہوا تو یہ واقعہ پیش آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا ہر آدمی میرا دشمن ہے۔

تمیم انصاریؓ کے یہ واقعات امیر المؤمنین عمر فاروقؓ نے بڑے غور سے سنے اور اس بیان کی صحت پر حضرت علیؓ نے گواہی دی تو آپ نے تمیم انصاریؓ کو ان کی بیوی دلا دی اور جس سے اس بیوی کا نکاح ہوا تھا اس کو اس سے علیحدہ کر دیا اور دونوں کو سمجھا بجھا کر ان کے گھر روزانہ کر دیا۔

کچھ عرصے کے بعد تمیم انصاریؓ تبلیغ اسلام کے لئے مدینہ طیبہ سے نکلے۔ پھرتے پھرتے کراچی پہنچے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ وقت آخر آپؓ نے یہ وصیت کر کے انتقال کر گئے۔

"میرے جسم بے جان کو ایک صندوق میں بند کر کے سمندر میں بہا دیا جائے۔ یہ صندوق جس کنارے لگے گا وہیں میرا مدفن ہوگا۔"

لوگوں نے آپ کے جسم بے جان کو غسل کے بعد کفنا کر آپ کی وصیت کی اس تحریر کے ساتھ کہ "یہ صحابی رسول اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کا نام تمیم انصاریؓ ہے۔ ۵۷ھ"۔ ایک صندوق میں بند کر کے سمندر کے حوالے کر دیا۔ یہ صندوق کو پکڑنے کی لاکھ تدبیریں کیں مگر وہ کسی کے ہاتھ نہ لگا۔ یہ خبر حاکم وقت نے سنی۔ اسی وقت کولم کے ساحل سمندر پر آیا اور صندوق کو پکڑنا چاہا۔ صندوق آسانی کے ساتھ حاکم کے قریب آ گیا۔ حاکم نے اسے ساحل پر لا کر کھولا تو اس میں تمیم انصاریؓ کی لاش تھی۔ اس کے ساتھ جو تحریری کاغذ تھا۔ حاکم نے پڑھ کر اصل حقیقت معلوم کی۔ یہ صندوق تقریباً چار سو سال تک سمندر میں بہتا رہا اور بحیرۂ عرب اور بحر ہند سے بہتا ہوا خلیج بنگال میں داخل ہو کر کالم کے ساحل سے آلگا۔

مذکورہ حاکم نے جنازہ کی نماز پڑھوانے کے بعد اس صندوق کو اسی جگہ جہاں صندوق کھولا تھا دفن کروا کر اس پر مقبرہ تعمیر کروایا۔ آج آپؓ کے دربار سے ہزاروں زائرین فیضیاب ہو رہے ہیں۔

☆☆☆☆